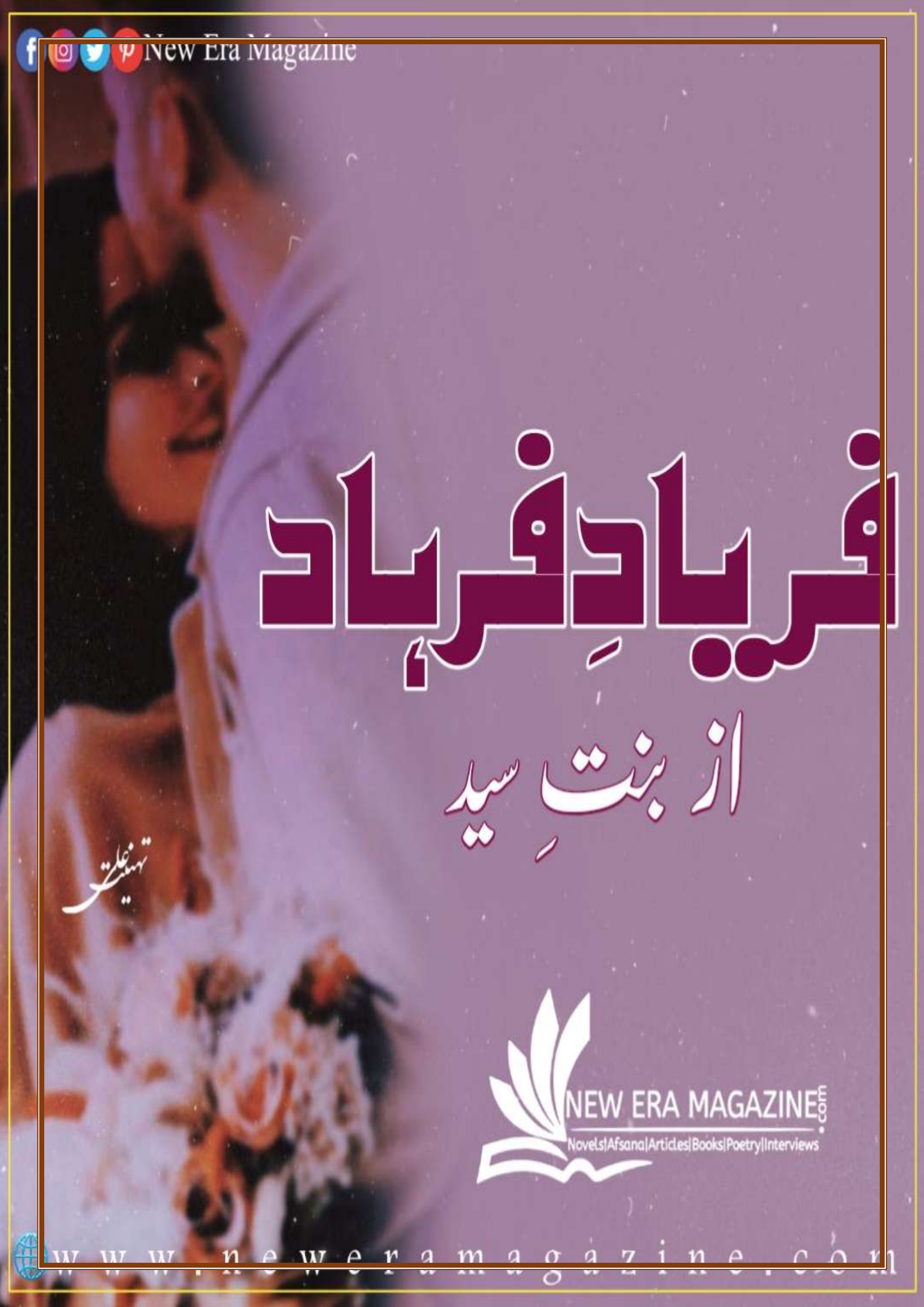
New Era Magazine
فریادِ فرہاد
از بنتِ سید
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
w w w . n e w e r a m a g a z i n e . c o m

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فریادِ فرہاد

ازبنتِ سید

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اسکو وہ وقت یاد آیا جب پہلی یار وہ اس سے ہم کلام ہوا تھا۔(بلکہ شاید وہ اس وقت کو کوس رہا تھا)دونوں ہی کا تعلق جرنلزم سے تھا بس فرق یہ تھا کہ وہ کالم نگار تھا جبکہ وہ ناول نگار تھی۔ایسے ہی کچھ سوچتے ہوئے اس نے اسے فرینڈ ریکویسٹ سینڈ کردی تھی۔اسکی مغروریت سے بے پناہ متاثر ہوا تھا حالانکہ مغروریت بھی کوئی متاثر کرنے والی چیز ہے مگر یہی مغروریت اب اسکی مظلومیت کا باعث بنی ہوئی تھی۔اس وقت دل میں جلترنگ بجی تھی تو اس وقت دن میں تارے بھی نظر آرہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرے پاس لکھنے کیلیے بہت کچھ ہے مگر بس ایک وقت ہی نہیں ہے۔۔

اسکا تازہ تازہ اپلوڈ کیا گیا اسٹیٹس آنکھوں کے سامنے تھا۔سب سے پہلا تاثر جو پڑا تھا وہ یہی تھا کہ جیسے کسی کے پاس زندگی کی مہلت بہت کم رہ گئی ہو مگر در حقیقت یہاں وقت کی قلت کی ہی بات ہورہی تھی۔

ہمت کی،کوشش کی اور اس نے ایک تلخ کمنٹ کیا۔

اب جو ہوگا دیکھا جائے گا کا نعرہ بلند کرتے ہوئے کمنٹ پوسٹ بھی

کر دیا۔

محترمہ وقت تو انسان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔اسکے نا ہونے کا شکوہ انسان پہ کچھ جچتا نہیں۔

اسکے پیچھے یہی سوچ کار فرما تھی کہ بھئی جب آپکے پاس اپنے واحد شعبہ کیلیے بھی وقت نہیں تو یقیناً آپ وقت کے ضیاع میں مصروف عمل ہیں ورنہ تو ہر شعبہ ذی نفس اپنے وقت کا زیادہ تر حصہ اپنے کیرئیر پہ صرف کرتا نظر آتا ہے۔

انسان کے ہاتھ میں اس کی اپنی ذات ہوتی ہے پر وقت۔۔جو لوگ اپنی ذات کو فراموش کیے رہتے ہیں کے پاس وقت کی وافر مقدار موجود ہوتی ہے جو کہ وہ صرف اور صرف کیرئیر کے پیچھے صرف کر دیتے ہیں جب کہ جو اپنی ذات کی گٹھ جوڑ میں لگے رہتے ہیں وہ پھر کہاں اس دنیا کے کام کر سکتے ہیں۔

جتنی برق رفتاری سے کمنٹ کا ریپلائی آیا تھا وہ حیران تھا کہ محترمہ کے پاس وقت کی قلت ہے پھر بھی اپنے لگائے گئے اسٹیٹس پہ مسجد سے

کمنٹ کمنٹ کھیلنے میں مصروف۔۔۔بہرحال اسے وہ محض ایک مغرور سی لڑکی لگی تو بلا جھجک تبصرہ بھی کردیا۔

محترمہ میں تو تصور کی آنکھ سے آپکو ایک تخت پہ براجمان محسوس کررہا ہوں۔شاید ناول لکھتے لکھتے آپ خود کو ہی ناول کا حصہ تصور کیے بیٹھی ہیں۔ذرا تصوراتی دنیا سے باہر نکلیے۔آپ کوئی ناول کا کردار نہیں ایک جیتی جاگتی انسان ہیں۔جب اس دنیا کی تلخ حقائق سے روشناس ہوئیں تو وقت بھی وافر میسر ہوگا اور ذات پہ بھی مکمل کنڑول۔۔۔وہ ٹھہرا ایک جرنلسٹ۔دن رات اس دنیا کی تلخ حقیقتوں پہ تبصرہ کرنے والا۔جبکہ وہ تھی دن رات فینٹیسی کی دنیا سے کہانیاں چرا کر لانے والی۔۔

ایسے دو لوگ ہمکلام ہوئے تو یہی صورت حال پیش آسکتی تھی۔

ہم اپنے دل کے تخت پہ براجمان ہیں۔۔۔انتہائی شاہانہ انداز میں ادا کیا گیا یہ کمنٹ۔۔۔کمنٹ تھا کہ کسی نئ ہی دنیا کا درواہ ہوگیا تھا۔

کیا واقعی۔۔۔واقعی اس دنیا کی تلخیوں اور تلخ حقیقتوں میں کوئی ایسے شاہانہ انداز میں زندگی گزار رہا ہے؟؟بارہا خود سے کیا سوال وہ اس سے

بھی پوچھ بیٹھا تھا۔

بلاشبہ اسکی زندگی انتہائی تلخ تھی۔بہت تگ و دو کے بعد اس مقام تک پہنچا تھا۔پہلے کرائم رپورٹر سے کرئیر کا آغاز کیا تو لوگوں کی زندگی خود کی زندگی سے کہیں زیادہ تلخ محسوس ہوئی اور اسکے بعد سے ایک پروگرام کا اینکر بننے تک وہ لوگوں کی زندگی کی تلخیوں سے ہی روشناس ہوتا آیا تھا۔

ایسے میں یہ کون تھی جو فینٹیسی میں رہا کرتی تھی۔کوئی ملکہ نا کوئی شہزادی جو کسی بہت بڑی ریاست پہ حکمرانی کرتی ہو۔دراصل واقعی وہ دل کے تخت پہ براجمان اپنی ذات کی ریاست پہ حکمران تھی اور۔۔۔۔ اور اسکے الفاظ بتاتے تھے کہ وہ وقت کے تھپڑوں سے ابھی تک لاعلم ہی رہی ہے۔تبھی ذات کا غرور باقی ہے۔اسکی ذات کی کھوج میں سرکتے لمحات دونوں کو ایک دوسرے کے قریب لے آئے۔وقت کا پہیہ ذرا مزید سرکا تو دیکھتے دیکھتے محبت جیسے جذبات سر اٹھانے لگے جو رفتہ رفتہ جنون بنتے چلے گئے۔اسکے بعد وہ شیریں سے شیریں فرہاد بنیں اور۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور چراغوں میں روشنی نہ رہی کیونکہ اب وہ اپنی ذات کے ساتھ ساتھ اسکی ذات پہ بھی حکمران تھی۔

ہماری شیریں صاحبہ،خوش شکل،خوش گفتار اور بے حد نازو ادا کی مالک ہونے کے ساتھ ساتھ مرد و عورت کے مساوی حقوق کی بھی پرزور حمایت کرتیں تھیں۔رمضان کریم کی آمد آمد تھی۔

جھٹ سے حکم صادر کیا کہ کیونکہ دونوں فریقین ہی روزے سے ہوں گے لہذا گھر کے کام بھی بانٹ لینے چاہیے۔گھر کے کام جن میں جھاڑو پونچھا،صفائی ستھرائی اور کپڑوں کی دھلائی تک کیلیے ملازم میسر تھے۔پیچھے صرف ایک ہی کام باقی بچا تھا اور وہ تھا باورچی خانے کا کام۔۔۔لہذا نیا بجٹ لاگو کیا گیا جس کے مطابق سحری کا تمام کام یعنی سحری بنانا،ٹیبل لگانا اور سحری کے بعد برتن دھونا انکے حصے میں آیا جبکہ افطاری کے اہتمام سے لے کر برتن دھونے تک کی ذمہ داری مجھ پہ عائد کردی گئی۔کہنا تو چاہتا تھا کہ آپ تو سارا دن گھر کے آرام دہ صوفے پہ

براجمان ناول نگاری میں مصروف رہیں گیں جبکہ میں تو گھر سے باہر جگہ جگہ کی خاک چھانتے گزاروں گا۔

ارررے۔۔۔۔نہیں بھئی ہر گز نہیں۔۔۔توبہ کیجئے یہ لغو خیال آپکے دماغ میں آیا بھی کیسے کہ میں انکے لاگو کیے بجٹ کو مسترد کرنے کی جسارت کا سوچ رہا ہوں۔۔۔بھلا میں ایسا سوچ بھی کیسے سکتا ہوں۔بس یونہی خیال آیا کہ سارا دن کی محنت مشقت کے بعد افطاری بنانا ذرا مشکل کام ہے تو اگر سحری کے کام میرے حصے میں آجائیں مگر خیر میں یہ جسارت بھی نہ کرسکا۔ان دنوں ایک خاص پراجیکٹ پہ کام جاری تھا جس کے منظرِ عام پہ آتے ہی مابدولت کی مانگ میں قوی اضافے کا مکان تھا بلکہ خاصا روشن مستقبل سامنے تھا۔یعنی عزت،دولت اور شہرت تینوں ہی گھر کی باندی بننے جارہی تھیں تو بس یہی سوچ کہ چپ ہوگیا کہ ٹھیک ہے کوئی کک(باورچی)رکھ لیا جائے گا۔آخر انسان اتنا کماتا بھی تو اپنے آرام و سکون کی خاطر ہی ہے۔

ابھی ہم اپنی کمر سیدھی کرنے کی غرض سے بیڈ کی جانب قدم بڑھا ہی

رہے تھے کہ اگلا حکم نامہ جاری ہوا۔

رمضان سے پہلے پہلے گھر کی تزئین و آرائش کا کام بھی مکمل کرنا ہے

لہذا گاڑی کی چابی اٹھائیں اور شاپنگ مال چلیں اسکے بعد۔۔۔۔۔

ہمارے ہاتھوں میں اپنے نئے افسانے کی تحریر شدہ صفحات تھمائے۔۔۔

مجھے امی کی طرف چھوڑتے ہوئے یہ ذرا برقی صاحب کو دے دیجئے

گا۔۔۔

افسانہ کیونکہ چند ہی صفحات پہ مشتمل تھا لہذا باآسانی تہہ کرتے ہوئے

ہم نے کوٹ کی اندرونی جب میں محفوظ کرلیا۔۔۔

کیا مجال ہے جو آپکے تعلقات کا ہمیں بھی کبھی کوئی فائدہ پہنچا ہو۔۔طنز

کے تیر برساتیں وہ کمرے سے نکل گئیں تھیں جبکہ ہم نے ایک حسرت

بھری نگاہ نرم و گداز بیڈ پہ ڈالی اور اپنی اکڑی کمر لیے ان کے پیچھے

گیراج تک آئے اور گیراج میں موجود گاڑی کو شاپنگ مال کی راہ پہ ڈال

دیا۔

برقی صاحب ایک مشہور میگزین کے ایڈٹر تھے جبکہ ان دنوں اس میگزین میں کوئی چیز چھپ جانا کوئی عام یات نہ تھی اور بدقسمتی سے ہمارے گہرے مراسم بھی تھے جس کا شیریں صاحبہ خوب فائدہ اٹھانا چاہ رہی تھیں۔

جیسے ہی شہرت کی بلندی کو چھوا اور پیسہ ہاتھ کی میل بنا۔بیگم صاحبہ کو ڈرائیور کی سہولت بھی فراہم کر ہی دی جائے۔۔۔

دل نے تو لاکھ کہا کہ کہہ دوں کہ مساوانہ حقوق کی بات کرتیں ہیں تو گاڑی بھی خود ڈرائیو کیا کریں مگر پھر نا صرف گاڑی پہ ترس کھایا بلکہ اس سے بھی زیادہ بیک ویو مرر میں نظر آتے اپنے عکس کو ترحم آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے مرر سیٹ کیا اور مستقبل کے سکون بخش دنوں کی ٹھنڈک کو دل میں محسوس کیا۔اے سی کی خنکی کو گاڑی میں محسوس کیا اور اب جلن

کا احساس کئی حد تک کم ہوگیا تھا۔انکے ساتھ نے ہمیں پرسکون رہنا ضرور سکھا دیا تھا۔اب ہم بھی کبھی کبھی مستقبل کے خوبصورت خوابوں

میں کھو کر دورِ حاضر کی موجودہ خوفناک صورت حال سے نگاہیں چرانے کا فن جان چکے تھے۔

بے پناہ شاپنگ بیگز ہاتھ میں تھامے ہم انکے قدموں کی پیروی میں مصروف عمل تھے کہ برقی صاحب کی آواز پہ ٹھٹھک کر رک گئے۔بمشکل سلام دعا ہی ہو پاتی تھی کہ کمر کے پیچھے عین گردے کے مقام پر بیگم کی مسلسل چبھتی کہنویوں کے پیشِ نظر جلد از جلد مطلب کی بات پہ آنا پڑا (گردہ فیل ہونے کے جدشات کے باعث)۔

میں نے بمشکل درجنوں شاپنگ بیگز کے ساتھ کوٹ کی اندرونی جیب سے تہہ شدہ افسانہ برآمد کیا اور انکی طرف بڑھایا۔۔

دیکھ لیجیے گا برقی صاحب اگر یہ آپ کے میگزین میں قابلِ اشاعت ہو تو۔۔۔۔

قابلِ اشاعت نہیں بلکہ قابل ترین اشاعت ہوگا۔۔۔برق رفتاری سے میرا جملہ اور ہاتھ میں تھاما افسانہ اچکتے ہوئے انہوں نے ازلی غرور اور اعتماد سے اسے برقی صاحب کو تھمایا تھا۔

جواباً برقی صاحب نے وہی کھڑے کھڑے ایک سرسری سی نظر اسکی تمام سطور پہ ڈالی اور انکا اثبات میں ہلتا سر شیریں صاحبہ کے جملے پہ تصدیق کی مہر ثبت کر گیا اور شیریں صاحبہ کی جتاتی نظریں ہم پہ مرکوز ہوئیں۔

ہم نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے تشکر آمیز جملوں کا تبادلہ کیا اور ان سے رخصت چاہی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

مئی کے اوائل دن ہمارے لیے خوشی کی وہ نوید لیے حاضر ہوئے جس کے لیے ہم پچھلے ایک سال سے انتہائی سرگرم تھے۔ہمارے تہلکہ خیز انکشافات نے ہر نیوز چینل پہ بھونچال برپا کردیا تھا۔اسکے ساتھ ساتھ ناصرف موجودہ چینل نے تنخواہ ڈبل کردی تھی بلکہ مختلف چینلز سے بھی دبنگ آفرز ہماری راہ تکتی نظر آرہی تھیں۔

بس ہر انسان کی طرح ہم نے اپنے لیے انتہائی معقول آفر کو یس کرتے ہوئے باقی سب سے معذرت کرلی تھی۔

اور اسکے ساتھ ہی سب سے پہلا کام کک اور ڈرائیور رکھنے کا کیا تھا۔یقیناً اب رمضان سکون سے گزرنے والے تھے۔

کچھ ہی دنوں بعد برقی صاحب کے میگزین کی اعزازی کاپی بنام شیریں صاحبہ موصول ہوئی۔

حیرت سے ششدر تو تھے ہی لیکن اس وقت حیرت کی انتہا ہی نہ رہی جب برقی صاحب نے ہماری بیگم صاحبہ کو انتہائی معقول تنخواہ کے ساتھ میگزین میں کام کرنے کی پیشکش کی۔ہم نے انکی گردن کے سریوں کو مزید اکڑتے دیکھا۔

بہر حال ہم کیا کہہ سکتے تھے ویسے بھی خالی صرف دولت شہرت اور عزت ہی نہیں بڑھی تھی بلکہ کام میں بھی کئی گناہ اضافہ ہوا تھا لہذا خاموشی سے سو جانے میں عافیت سمجھی کیونکہ ذرا دیر بھی مزید جاگتے اور شیریں صاحبہ آ پہنچتی تو خواہ مخواہ انکی لمبی لمبی تقریریں سننا پڑتی اور وہ بھی انتہائی خاموشی سے کیونکہ اختلافِ رائے کا حق تو سرے سے ہمارے پاس موجود ہی نہیں تھا۔اس لیے جب کبھی ایسے خطرات

منڈلاتے محسوس ہوتے ہم ایک پل کی بھی تاخیر کیے بغیر سوتے بنتے نظر آتے۔(البتہ بعد میں انکے شکوے شکایات اور طنز سے بھرپور حکایات بھی ڈھٹائی سے سننا پڑتی)یہی کہ ہمارے میاں صاحب تو سونے کے انتہائی شوقین واقع ہوئے ہیں۔۔۔ادھر ہم نے کسی بات کا آغاز کیا ہی کہ تھوڑی دیر بعد انکے خراٹے فضا میں گونجتے نظر آئے۔۔

میں انتہائی مصروف رہا تھا آج کا سارا دن۔۔ جسم تھکاوٹ سے چور۔۔رمضان کے دن تھے اور اس وقت سڑکوں پہ ٹریفک کا ایسا طوفان تھا کہ اللہ کی پناہ۔۔۔ڈیڑھ گھنٹے کی تگ و دو کے بعد بمشکل گھر پہنچا۔خیال تو یہی تھا کہ بس اس افطاری کے وقت ہی اٹھوں گا ساتھ ساتھ خدا کا شکر بھی ادا کیا کہ چلو اس وقت کم موجود ہے ورنہ شیریں صاحبہ کے خیر سے نوکری شدہ ہوجانے کے بعد کس مائی کے لعل میں اتنی ہمت کہ وہ افطاری کا مطالبہ کرسکے۔۔۔بے شک وہ مجھ سے پانچ گھنٹے پہلے گھر آتی تھیں مگر پھر بھی۔۔۔۔۔

بہر حال گھر آیا ہی تھا کہ باورچی خانہ انتہائی سنسان نظر آیا جبکہ بیگم صاحبہ آرام دہ کرسی پہ دراز۔۔۔اس سے پہلے کہ میں کچھ پوچھ پاتا مجھے دیکھتے ہی گویا ہوئیں۔

کک کی طبعیت ٹھیک نہیں تھی تو وہ چھٹی پہ ہے۔۔ہم نے طلائی گھڑی پہ نظریں دوڑائی محض آدھا گھنٹہ ہی بچا تھا۔

مجھے بتا دیا ہوتا۔۔۔۔۔

کہنا تو چاہتا تھا کچھ بنا دیا ہوتا۔۔

میں کچھ بازار سے لیتا آتا۔

کہنے لگیں۔۔

میسج کیا تو تھا آپ کو۔۔۔

ہم پتھرائی نظروں سے موبائل اسکرین کو گھور رہے تھے جہاں ان کا پیغام جگمگا رہا تھا۔دراصل اسٹوڈیو سے نکلنے کے بعد اتنی عجلت میں موبائل سائلینٹ سے ہٹانا بالکل ہی یاد نہ رہا تھا۔لہذا یہ کہنا کہ میسج کی

جگہ فون کردیا ہوتا کا کوئی فائدہ نہ تھا۔کہا تو یہ بھی جا سکتا تھا کہ بھئی کچھ آرڈر ہی کرلیتی مگر اسٹوڈیو میں مقابل کے چھکے چھڑاتی زبان نچانے گھر آکر خود بخود جوروں کی غلام کیوں ہوجاتی ہے؟؟؟

اب کیا کیا جائے؟ایسی سعادت مندی گر جو اماں محروم دیکھ لیتیں تو ایسے لتے لیتی کہ بس۔۔۔

کرنا کیا ہے۔۔۔کٹنگ میں مکمل کر چکی ہوں اور بیسن بھی گھول چکی ہوں بس اب آپ نے سب فرائی ہی کرنا ہے اور کھانا پھر ہم باہر کھالیں گیں۔۔اپنی بات مکمل کرکے پہلے سے بھی کئی گنا انہماک سے میگزین کے مطالعہ میں مصروف ہوگئیں۔ہم نے اپنا برانڈڈ کوٹ اتار کر صوفے پہ ڈالا اور مہنگے ترین برانڈڈ کا لباس اور جوتے زیبِ تن کیا ایک شخص کچن میں افطاری بناتا نظر آیا۔۔

اس دن زندگی میں پہلی بار مجھے احساس ہوا کہ آپ پیسے سے آرام و سکون نہیں خرید سکتے۔۔

شیریں صاحبہ کی قابلِ ذکر خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے دنیا کی سخت سے سخت ناگوار بات پہ بھی کان نہیں دھرتیں۔کہنے والا آپ ہی آپ ایسی شرمندگی محسوس کرتا ہے کہ کہہ کر پچھتاتا ہے جبکہ(البتہ ہماری چھوٹی سے چھوٹی بات پہ بھی کان پکڑ کر بھی معافی تلافی نہیں ہوتی)ہم

بھی کبھی شان میں گستاخی کا باعث بنے تو شدید پچھتاتے ہیں مگر یہ قصہ ذرا مختلف ہے۔

ظاہر ہے جب قسمت مہربان ہوئیں تو ہمارا حلقہ احباب بھی خود بخود وسیع ہوگیا۔تمام جرنلسٹ افطار پارٹی پہ مدعو تھے جبکہ ہم بھی ایک جگہ اپنے حلقہ احباب کے ساتھ گپ شپ میں مصروف ہوئے اور وہیں قریب ہی سب کی بیگمات بھی اپنی محفل جمائے ایک دوسرے کی تعریف جبکہ کچھ باآواز بلند تنقید بھی کرتی نظر آتیں تھیں۔

کسی کی سخت بات پہ سر جھٹکتی وہ ایسے نظر انداز کیے آگے بڑھی جیسے کچھ سنا ہی نا ہو۔

پوری محفل اس شانِ بےنیازی پہ رطب للسان ہوئی۔

واہ۔۔۔کیا اندازِ بےنیازی ہے۔۔۔ محفل احباب داد دیے بنا نا رہ سکے۔

انکی تو ازل سے یہی روش ہے دنیا کو جوتی کی نوک پہ رکھتیں ہیں۔۔ہم بھی دل و جان سے انکی اس ادا پہ فدا تھے تو اس کارِ خیر میں اپنا بھی حصہ ڈال دیا۔

ایک صاحب بولے۔۔

میاں فرہاد خاصے خوش نصیب ہو جو تلخ کلامی سے گریز کرتی خاموشی سے آگے بڑھ گئی اور جو کہیں ہماری زوجہ محترمہ ہوتیں تو یہ پارٹی کا سجا سجایا پنڈال میدان بن چکا ہوتا۔۔انکی فخریہ نگاہیں دل میں درد کے کئی نشتر چبھو گئیں۔ہماری تکلیف کا جو عالم تھا۔۔۔واللہ عالم۔۔۔درد سہہ سہہ کے ادھ موئے ہوگئے ہیں اور ایسی صورت میں خوش نصیبی کا تمغہ دیا جارہا ہے۔سچ تو یہ ہے کہ اب ہم بھی تھک چکے ہیں خوا مخواہ خوش نصیب شوہر کا ٹیگ سجائے سجائے۔۔اب تو ہمیں بھی ضرورت تھی کہ کوئی درد سمجھتا اور دلاسے دیتا۔۔۔جیسے اس وقت سب ان صاحب کو

دینےہیںمصروف تھے۔اور تبھی ہمیں اس سوال نے یہ موقع فراہم کردیا کہ ہم بھی گریبان چاک کرتے اور زمانے کو سینے پہ کھائے زخم دکھاتے۔

اور آپ کو؟؟؟؟انکی اداوں کے متاثرین میں اب کی بار تجسس کی لہر نے سر اٹھایا۔

ہم۔۔۔۔ہم نے ٹھنڈی آہ بھری۔

کاش!!ہماری کہی کو بھی جوتی کی نوک پہ رکھ دیا جاتا۔۔۔اررررے۔۔۔۔نہیں۔۔ہمارے اس حسرت بھرے جملے کو سن کر آپ بھی احبابِ محفل کی طرح شدید غلط فہمی کا شکار نظر آرہے ہیں۔ٹھہریے یہ اندازِ بیاں ہرگز بھی رومانوی نہیں۔اگلا جملہ چودہ طبق روشن کرنے کیلیے کافی ہے بلکہ کنوارے حضرات تو شاید شادی کی حسرت دل میں دفن کردیں۔۔۔۔دراصل ہم تو ایک عرصہ ہوا انکی ٹھوکروں کی زد میں ہیں۔انتہائی بےچارگی سے جملہ مکمل کرکے ہم اس امید میں تھے کہ احباب محفل ہم سے ہمدردی کریں گیں بلکہ کچھ شادی شدہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

افراد تو شاید اظہارِ یکجہتی کرتے نظر آئیں مگر فرہاد کی فریاد کی کہیں بھی شنوائی نا ہو سکی۔۔احباب محفل کا ایک بلند و بانگ قہقہہ تھا اور ہم زمیں پہ کہیں نگاہ ٹکانے کی کوشش میں مصروف عمل۔۔۔شاید اتنی زلالت ابھی تک کسی کے حصے میں نا آئی تھی۔

اے لو میرج تیرے انجام پہ رونا آیا۔۔۔

سچ ہی ہے جب تک محبت نا پا سکے تھے تو محض خواری تھی مگر جسے رشتہ ازدواجیت سے منسلک ہوئے بے عزتی کا تو لیول ہی کچھ اور ہے۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ہماری شیریں کی ایک اور خصوصیت کا بھی تذکرہ چھڑ گیا۔کسی کی بیگم صاحبہ کو شدید غصہ چڑھا۔پہلے تو خوب ہنگامہ آرائی ہوئی ہیں وہ محترمہ شوہر سمیت محفل سے تین حرف بھیجتی اوبر کے ذریعے اپنے میکے جا پہنچی۔میاں صاحب خاصے پر سکون نظر آئے (بھئی ظاہر ہے گھر میں شریک حیات نا ہو تو حیات اور بھی پر مسرت لگنے لگتی ہے)۔

ہم پھر سے بس ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئے کیونکہ ہماری شیریں صاحبہ نے

تو کبھی ہمیں یہ راحت کے لمحات نصیب نہ ہونے دیے بلکہ ہمیشہ ہمیں ہی بیڈروم سے بے دخل کر دیا جاتا۔ہمارے بچپن کے جگری یار کو بھی عین موقعے پہ ہمارا مشہور زمانہ قصہ یاد آگیا۔۔(بیچارہ ابھی تک کنوارا تھا نا تو اسے معلوم نہ تھا کہ محض شادی سے پہلے کے چونچلے تھے جب کہ اب تو محض چونچ باقی ہے جو ہم غلطی سے بھی لڑانے کی غلطی نہیں کرتے)۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی ہمارے مشہور زمانہ غصے کی۔۔کہنے لگے حضرت فرہاد صاحب! آپ کی اہلیہ تو خوب آپ کے رعب میں ہوں گیں۔آخر آپ کے غصے سے کون واقف نہیں۔۔ادھر کوئی بات مزاج کے خلاف ہوئی ادھر سامنے دھری ہر خاص و عام، سستی مہنگی غرض ہر طبقے سے تعلق رکھنے والی شے زمین بوس نظر آتی تھی۔۔۔خاصے ہمارے غصے سے مرعوب نظر آئے جبکہ کچھ شادی شدہ حضرات نے تو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا۔

واہ۔۔۔واہ۔۔۔۔بیویوں کے سامنے ایسے غصے کا اظہار کر دیا جائے تو

زندگی پرسکون رہے۔۔مگر ہم کہاں سے اتنی ہمت لائیں۔۔۔ایک صاحب نے ذرا محفل کی ہمدردیاں سمیٹیں تو ہماری بھی کچھ ہمت بندھی۔سوچا کب تک یہ غموں کا بوجھ اکیلے اٹھائے پھیریں۔۔کچھ ہم بھی جلے دل کے پھپھولے پھوڑیں آخر کوئی تو ہو جو ہم سے بھی ہمدردی کرے۔۔بس اس سوچ کا ذہن میں آنا تھا کہ فٹ سے حقیقت سب کے گوش گزار دی۔۔

اجی کہاں۔۔۔ہمارے غصے سے تو محض چیزیں زمین بوس ہوتی تھیں۔۔مقابل ہمیں زمین بوس کرنے کی تمام تر صلاحیتوں سے لبریز ہے۔۔بہت سی تجسس سے بھری الجھی الجھی نگاہیں ہماری جانب اٹھ چکیں تھیں گویا سامعین کو مزید وضاحت کی ضرورت تھی۔ہم اپنی سادگی بلکہ ہمدردی بٹورنے کی چاہ میں مزید وضاحت کرنے لگے۔

بس جی ذرا جو کبھی ہم ان کے مزاج کے خلاف بات کردیں تو سامنے دھری ہر خاص و عام ہماری طرف اچھال دی جاتی ہے۔۔بچپن سے ہی کرکٹ سے کچھ خاص شغف نا رہا ورنہ کیچ کرنے کے کچھ تو ہنر سے

واقف ہوتے۔۔اپنی آواز میں دنیا جہاں کا درد سموئے ہم منتظر تھے کہ کوئی درد کو سمجھتے ہوئے سینے سے لگائے تسلی دے گا مگر ہم ٹھہرے بقول شیریں سدا کے بے وقوف۔۔۔احباب محفل کا وہی بلند و بانگ قہقہہ تھا جبکہ ہمارا لٹکا ہوا منہ۔۔۔۔

انتہائی نفاست سے چاپ اسٹک کا استعمال کرتے ہوئے وہ سوشی سے لطف اندوز ہورہی تھیں ساتھ ہی ساتھ ہمارے جرنلزم سے تعلق رکھنے والے افراد کے حالات پہ تبصرہ بھی جاری تھا۔(آخر کو اب شیریں صاحبہ ایک مایا ناز رائٹر تھیں اور مختلف اخبارات اور رسائل کے ایڈیٹر سے پالا پڑتا رہتا تھا)۔

جہاں سب ہی ان کی مہارت اور نزاکت سے چلتے ہاتھ اور مٹھاس بھری زبان سے ادا ہوتے حقیقت پہ مبنی تبصرے کو ہوش و خرد سے بیگانہ ہوئے سن رہے تھے۔

وہی ہمیں بھی تازہ تازہ محبت کے اوائل کے خوبصورت لمحات یاد

آئے۔ان کی اسی عقل و فراست کے ہاتھوں ہم چاروں شانے چت ہوئے تھے اور ایسے ہوئے تھے نہ آج تک نا اٹھ سکے تھے۔بہرحال اس وقت بھی ہم ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ دھرے تقریباً سن سے بیٹھے انہیں سن رہے تھے کیونکہ نظارے تو محض شادی سے پہلے ہی دیکھنے کو ملا کرتے تھے(جبکہ اب تو بس جلالی انداز میں حکم صادر کیا جاتا ہے)۔

جی تو شیریں صاحبہ فرما رہیں تھیں کہ آج کل کے ایڈیٹر حضرات کے مزاج کی انکو قطعی سمجھ نہیں آتی۔چاہے تو رائٹر کے لکھے گئے شاہکار کی تعریف میں یوں رطب للسان ہوں کہ خوامخواہ کسی بھی غریب کو آسمان کی بلندیوں پہ پہنچا دے اور ادھر بے تکلفی کی فضا قائم ہوئی نہیں کہ ان کے رنگ ڈھنگ نظر آنے لگے۔اب ذات اور انداز میں چن چن کر وہ کیڑے بھی گنوائے گیں جن سے ہمارے نصف بہتر بھی نا آشنا ہوں گیں۔۔۔کیونکہ ہم بھی اسی شعبہ سے منسلک تھے تو انکی اس بات سے خاص طور پر متفق تھے۔بلاشبہ ایڈیٹر صاحب کے مزاج خوشگوار ہوں تو حقیر سے حقیر تحریر کی بھی واہ واہ ہوجاتی ہے۔اور اگر طبیعت ناساز ہو

تو خوامخواہ میں بچارے لکھاری کی عزت افزائی۔۔۔اور وہ بھی ایسی کہ اس ایڈیٹر کو سوشل میڈیا تک پہ بلاک کرنا پڑ جائے۔

بہرحال ہم انکو یک ٹک دیکھنے کے مشغلے میں دل و جان سے مگن تھے کہ انکا چاپ اسٹک تھامے ہاتھ ذرا سی دیر کو رکا نظریں ہم پہ ٹھہریں۔

اب ان نظروں کی کیا وضاحت کروں۔۔ان نظروں میں جو تنبیہ تھی کہ دل اچھل کر حلق میں آ پہنچا۔انکی نظروں کے تعاقب میں جو نظر دوڑائی تو معلوم ہوا کہ آستین سامنے دھرے کافی کے مگ میں ڈوب کر باقی قمیض سے ناصرف مختلف رنگ اختیار کر چکی ہے بلکہ بیگم کے چہرے کے رنگ بھی ذرا کے ذرا کو بدلے البتہ گلا کھنکھارتے ہوئے انہوں نے آواز کو قدرے خوش گوار بنایا اور سلسلہ کلام وہیں سے جوڑا۔

لیکن اس غلط فہمی کا شکار مت رہیے گا کہ بلا ٹل گئی کیونکہ ہم تو ابھی تک گھر جانے کے خوف سے مرے جارہے ہیں۔

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین